رسول کریم ﷺ سے زیادہ کوئی اللہ کی محبت میں گرفتار نہیں ہوا۔
آپ کا پاکیزہ وجود تھا جو کلیۃً خدا کی محبت میں غرق ہو گیا۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۴ / دسمبر ۱۹۹۳ء بمقام روز ہل ماریشس)

تشہد وتعوذ اور سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور نے درج ذیل آیت کریمہ تلاوت کی۔

وَتَرَى الْمَلٰٓئِكَةَ حَآفِّيْنَ مِنْ حَوْلِ الْعَرْشِ يُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ ۚ وَقُضِيَ بَيْنَهُمْ بِالْحَقِّ وَقِيْلَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

(الزمر: ۷۶)

پھر فرمایا:۔

خطبات کا یہ سلسلہ جو کچھ عرصہ سے جاری ہے ذکر الٰہی سے متعلق ہے لیکن اس سے پہلے کہ میں اس مضمون کو شروع کروں، آپ کو مطلع کرنا چاہتا ہوں کہ آج کا بین الاقوامی جلسہ جو قادیان میں منعقد ہو رہا ہے، ہم اس جلسے میں آج ٹیلی ویژن کے ذریعہ شامل ہو رہے ہیں اور اس بین الاقوامی جلسے میں دنیا کی اور بھی جماعتیں اور مجالس شامل ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ یہ عجیب انتظام جماعت احمدیہ کے ذریعہ فرما دیا ہے کہ جلسہ قادیان میں ہو یا لندن میں یا ماریشس میں، وہ اللہ کے فضل سے ایک بین الاقوامی صورت اختیار کر جاتا ہے لیکن خصوصیت سے قادیان میں ہونے والا جلسہ ہمارے لئے بہت ہی مبارک بھی ہے اور معزز بھی ہے۔ ایک ایسا جلسہ ہے جس کے ساتھ بہت سی پاکیزہ یادیں وابستہ ہیں پس یہ دن ایک غیر معمولی دن ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ، اسی کی دی

ہوئی توفیق کے مطابق آج ہم جو ماریشس میں احمدی موجود ہیں، اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس بین الاقوامی قادیان کے جلسے میں شرکت کر رہے ہیں۔

کچھ اور بھی جلسے ہیں، کچھ اور بھی ذیلی تنظیموں کے اجتماعات ہیں جو اس دن آج ہمارے ساتھ ہیں۔ان میں سے لجنہ اماء اللہ انڈونیشیا اپنا دسواں سالانہ اجتماع اور دوسری مجلس شوریٰ منعقد کر رہی ہے۔ بعض عرب ممالک کی لجنات نے بھی اللہ کے فضل کے ساتھ اب اجتماعات شروع کر دیئے ہیں۔

ضلع جہلم، واہ کینٹ، ٹیکسلا کی جماعتوں کا سالانہ جلسہ ہو رہا ہے۔جماعت ہائے فجی، نائیجیریا، نیوزی لینڈ کا جلسہ بھی ہو رہا ہے۔جلسہ نائیجیریا میں شمالی علاقے کے ایک بہت ہی معزز امیر جو اپنے وسیع علاقے میں سب سے زیادہ معزز عہدے پر فائز ہیں اور امیر کہلاتے ہیں۔(یہ خالص مسلمانوں کا علاقہ ہے)۔وہ مجھے انگلستان میں آ کر ملے بھی تھے اور بہت سی غلط فہمیاں ان کی دور ہوئیں چنانچہ وہ بھی اب خدا تعالیٰ کے فضل سے نائیجیریا کے جلسہ سالانہ میں شرکت کے لئے تشریف لائے ہیں۔خصوصیت سے ان کو بھی میں ساری جماعت کی طرف سے السلام علیکم کہتا ہوں۔ان کی شمولیت ان کے لئے اور ان کے سارے علاقے کے لئے بابرکت ثابت ہو۔

اسی طرح جماعت سپین کی ذیلی تنظیموں یعنی خدام، لجنہ اور انصار کے سالانہ اجتماعات بھی ہو رہے ہیں۔جماعت احمدیہ سوئٹزرلینڈ اور جماعت احمدیہ جرمنی کے مختلف ریجنز کے تربیتی کورسز یعنی درس جاری ہیں۔اس ضمن میں خصوصیت سے یہ گزارش کروں گا کہ آپ بھی اسی پیمانے پر اپنے ہاں کام شروع کریں (ماریشس والے خاص طور پر اس وقت میرے مخاطب ہیں) جماعت جرمنی اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ یورپ میں تبلیغ کے میدان میں سب پر بازی لے گئی ہے اور حیرت انگیز انقلابی کام کئے ہیں۔چونکہ بہت تیزی سے قدم آگے بڑھ رہے ہیں، اس لئے ان کو میں نے خصوصیت سے نصیحت کی تھی کہ جن جن دوستوں کو آپ کے ذریعہ اسلام قبول کرنے کی سعادت نصیب ہوئی ہے۔ان کے لئے مستقل تربیت کے انتظام ہونے چاہئیں چنانچہ ان کو باقاعدہ طریق سمجھایا کہ اس طریق پر آپ مختلف تربیتی اقدام کریں۔اللہ تعالیٰ کے فضل سے جو جو اطلاعات مل رہی ہیں، ان سے معلوم ہوتا ہے کہ بالکل ہدایت کے مطابق پوری تن دہی اور پورے اخلاص کے ساتھ جماعت جرمنی کی مختلف تنظیمیں اور جماعت جرمنی سے وابستہ سب خدام مل کر بہت عمدگی سے تربیتی کلاسز کا انعقاد کر رہے ہیں اور نومسلم

بھی اور مسلمانوں سے بھی جو احمدی ہوئے ہیں وہ باقاعدہ ان میں حصہ لیتے ہیں، مختلف کام ان کے سپرد کئے جاتے ہیں۔ جماعتی تنظیم سے اور چندوں کے نظام سے ان کو آگاہ کیا جاتا ہے، نظام خلافت کا مضمون انہیں سمجھایا جاتا ہے اور پھر انتظامات میں ان کو شامل کرنے کے لئے انتظامی تربیت بھی ان کو دی جاتی ہے۔ امید ہے کہ اگلے سال کی کثیر تعداد میں بیعتوں سے پہلے پہلے جو گزشتہ سال احمدی ہوئے ہیں وہ پوری طرح جماعت میں ضم ہو چکے ہوں گے، جذب ہو چکے ہوں گے۔ باقی دنیا کی جماعتوں کو بھی نصیحت حاصل کرنی چاہئے اور اسی طریق پر وہاں بھی تربیتی انتظامات ہونے چاہئیں۔

قادیان کے جلسے کا جہاں تک تعلق ہے، اس میں خصوصیت کے ساتھ میں ان سب سے مخاطب ہوں جو دنیا کے کونے کونے سے آج قادیان میں حاضر ہوئے ہیں۔ قادیان کے باشندگان اس وقت بھاری اکثریت میں سکھ ہیں اور سکھوں نے جماعت احمدیہ سے ہمیشہ بہت حسن سلوک سے کام لیا ہے۔ ساری دنیا کی جماعتیں اس پہلو سے ان کی ممنون ہیں۔ مذہبی اعتقادات میں اختلافات اپنی جگہ مگر انسانی قدروں کے لحاظ سے، انسانی سطح پر اعلیٰ تعلقات استوار کرنا یہ الگ بات ہے اور مذہبی اختلافات اس دوسرے معاملہ میں مانع نہیں ہیں۔ اس کو روکتے نہیں بلکہ مذہب بحیثیت مجموعی انسانی قدروں پر اضافے کی خاطر آتا ہے۔ ایک طرف اللہ تعالیٰ سے تعلق قائم کرتا ہے جوں جوں اللہ تعالیٰ سے تعلق بڑھتا ہے انسانی تعلقات بھی اسی طرح پاکیزہ اور مقدس ہوتے چلے جاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے نام پر نفرتیں نہیں بکھیری جاتیں بلکہ محبتوں کے پھول بچھائے جاتے ہیں۔ اس پہلو سے قادیان کے باشندے نہایت اعلیٰ نمونہ پیش کر رہے ہیں۔ باوجود اس کے کہ وہ جانتے ہیں سکھوں کے بنیادی عقائد میں سے بعض ایسی باتیں ہیں جن سے ہمیں اختلاف ہے اور ان کو ہمارے عقیدوں سے اختلاف ہے لیکن اس کے باوجود انسانی سطح پر ہم مل جل کر رہ سکتے ہیں اور سب گوروؤں کی یہی تعلیم ہے کہ انسان کو انسان سے محبت کرنی چاہئے۔ حسن سلوک سے پیش آنا چاہئے۔

پس آپ جو وہاں جمع ہیں آپ سے میں یہ گزارش کرتا ہوں کہ قرآن کریم نے ہمیں سکھلایا ہے هَلْ جَزَآءُ الْاِحْسَانِ اِلَّا الْاِحْسَانُ (الرحمٰن:۶۱) احسان کا بدلہ احسان کے سوا اور کیا ہے؟۔ پس آپ ان سے حسن سلوک کریں یہاں تک کہ آپ کے حسن سلوک کی یاد ان کو اور زیادہ اس محبت کے رستے پر آگے بڑھائے اور تمام دنیا میں انسانی بھائی چارے کی جو مہم

جماعت احمدیہ نے شروع کر رکھی ہے اس کو مزید تقویت ملے۔

یہ سال جو گزر رہا ہے اسے میں نے عالمی بھائی چارے کا سال قرار دیا تھا اور جماعتوں کو نصیحت کی تھی کہ پوری کوشش کریں کہ اس سال کے دوران مختلف مذاہب کے لوگ، مختلف قوموں کے لوگ، مختلف جغرافیائی خطوں سے تعلق رکھنے والے ایک دوسرے کے قریب آئیں۔ پس قادیان کا جلسہ اس سال کا ایک اختتام ہے اور میں امید رکھتا ہوں کہ یہ اختتام بہترین پھل اپنے چھوڑ جائے گا جو میٹھے ہوں گے، باقی رہنے والے ہوں گے اور انسانی اخلاق کی صحت کے لئے مفید اثرات پیچھے چھوڑیں گے۔

اب ذکر الٰہی کے مضمون کی طرف لوٹتا ہوں۔ ذکر الٰہی کا مضمون صرف ایک جلسے سے تعلق نہیں رکھتا بلکہ عالمی طور پر تمام بنی نوع انسان سے تعلق رکھتا ہے اور کسی ایک لمحہ کی بات نہیں بلکہ ساری زندگی کے تمام لمحوں پر یہ ذکر محیط ہے اور صرف مسلمانوں کا ذکر نہیں، دنیا کے ہر مذہب نے اپنے اپنے طور پر ذکر الٰہی پر کچھ نہ کچھ زور دیا ہے اور مذہب کا آخری خلاصہ ذکر ہے۔ پس ذکر سے متعلق بہت کھول کھول کر جماعت کو سمجھانے کی ضرورت ہے کہ ذکر ہے کیا؟ کیسے کیا جاتا ہے؟ اور اس کے نتیجہ میں آپ کے اندر کیا پاک تبدیلیاں پیدا ہوں گی اور ہونی چاہئیں۔ اس سلسلہ میں آنحضرت ﷺ کے ذکر کے طریق بیان کر رہا تھا اور بات اس طرح چھڑی تھی کہ ایک مشہور عرب شاعر امراؤالقیس ہو گزرا ہے جس نے اپنے دوستوں کو یہ کہہ کر ایک منزل پر رکنے کی ہدایت دی کہ یہ میرے محبوب کی منزل کے مٹے ہوئے نشانات ہیں۔ انہیں دیکھ کر میرا محبوب مجھے یاد آتا ہے۔ پس اے مرے ساتھیو! تم بھی ٹھہرو کچھ عرصہ مل کر ان مٹتے نشانات پر آنسو بہالیں۔ میں نے ذکر کیا تھا کہ ایک شاعر اپنے محبوب کے ساتھ ایسا تعلق رکھتا تھا کہ اس کی منزل کے مٹے ہوئے نشانات بھی اس کو اس کا ذکر کرنے پر مجبور کر دیتے ہیں تو اللہ کے ذکر سے ہم کیسے غافل ہو سکتے ہیں جس کے نشانات تمام کائنات پر محیط ہیں جو آفاق میں بھی ہیں اور انفس میں بھی ہے۔ باہر بھی ہے اور اندر بھی ہے۔ انسان خواہ باہر کی دنیا کا مطالعہ کرے یا اپنے نفس میں ڈوب جائے ہر جگہ اسے خدا تعالیٰ کے مٹتے ہوئے نہیں بلکہ ہر جگہ زندہ اور ابھرتے ہوئے نشان دکھائی دیں گے۔

وہ نشانات ہیں تو زندہ اور روشن بھی ہیں لیکن انسانی آنکھیں اندھی ہو جاتی ہیں اس لئے بعض لوگوں کو نہ وہ نشان دکھائی دیتے ہیں اور نہ ہی ان میں روشنی نظر آتی ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ یہ شعور

ہے جو بیدار ہوتا ہے۔ یہ بصیرت ہے جسے بینائی عطا ہوتی ہے اور اس کے نتیجے میں خواہ آپ کسی طرف دیکھیں وہیں خدا تعالیٰ کی عظمت کے اس کی تسبیح کے اس کی تحمید کے نشان ابھرتے ہوئے دکھائی دیتے ہیں یعنی آپ کی ذات کو ان کو دیکھنے کا شعور مل رہا ہوتا ہے اور اس وجہ سے یوں لگتا ہے کہ گویا وہ نشان ابھر کر آپ کے سامنے آرہے ہوں اور پھر وہ روشن تر ہوتے چلے جاتے ہیں حالانکہ وہ پہلے سے ہی روشن ہیں۔ وجہ یہ ہے کہ آپ کے اندر تاریکی دور ہو رہی ہے۔ آپ اپنے اندر ایک نئی روشنی پاتے ہیں۔ اسلئے وہ روشن نشانات آپ کو اسی نسبت سے روشن دکھائی دینے لگتے ہیں پس اس ذکر میں سب سے زیادہ اہم ذکر حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کا ذکر ہے۔ آپؐ سے زیادہ کوئی اللہ کی محبت میں گرفتار نہیں ہوا۔ وہ ایک ایسا پاکیزہ وجود تھا جو کلیۃً خدا کی محبت میں غرق ہو گیا کچھ بھی اپنا باقی نہ چھوڑا۔ آپؐ کی زندگی کے ہر لمحے پر خدا کی یاد محیط تھی پس اگر ہمیں خود علم نہ ہو کہ ہم کیسے ذکر کریں تو وہ مذکر ہمارے سامنے ہے۔ وہ نصیحت کرنے والا اپنی ذات میں ایک زندہ ذکر ہے۔ جس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ہم نے تم میں ذکــــراً رســـــولاً بھیجا ہے۔ ایسا رسولؐ بھیجا ہے جو مجسم ذکر ہے پس اس لحاظ سے آنحضرت ﷺ کی سیرت کا مطالعہ ذکر الٰہی کا بھی مطالعہ ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یہ ذکر ہے۔ یہ رسول مجسم ذکر ہے۔ پس خدا کے ذکر کا مطالعہ سب سے بہتر حضرت اقدس محمد ﷺ کی ذات میں ہو سکتا ہے۔

احادیث میں سے چند جو میں نے اس موقع کے لئے منتخب کی ہیں، آپ کے سامنے پیش کرتا ہوں۔ حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جب بندہ ایک بالشت میرے قریب ہوتا ہے تو میں ایک ہاتھ اسکے قریب ہو جاتا ہوں۔ جب وہ ایک ہاتھ میرے قریب ہوتا ہے تو میں دو ہاتھ اس کے قریب ہو جاتا ہوں اور جب وہ میری طرف چل کے آتا ہے تو میں اس کی طرف دوڑتے ہوئے جاتا ہوں۔ (مسلم کتاب الذکر حدیث نمبر: ۴۸۵۰) یہ وہ مضمون ہے جو ہر خدا کے قریب ہونے والا بندہ ہمیشہ اپنی ذات میں مشاہدہ کرتا ہے۔ یہ ایک ایسی گواہی ہے جو ساری کائنات میں پھیلی پڑی ہے یعنی ہر انسان جو خدا تعالیٰ سے پیار کی بات کرتا ہے، اس سے تعلق بڑھاتا ہے اسے کسی اور سے پوچھنے کی ضرورت نہیں ہے۔ خدا کا یہ تعلق ہر بندے سے برابر ہوتا ہے اور انسان محسوس کرتا ہے کہ خدا کی طرف تھوڑا سا قدم آگے بڑھایا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اس سے بہت زیادہ میری طرف توجہ فرمائی اور احسان فرماتے ہوئے میرے قریب آیا۔ لیکن آنحضرت ﷺ سے

زیادہ خدا کسی اور انسان کے قریب نہیں ہوا اور جس تیزی سے خدا تعالیٰ آنحضرت ﷺ پر جلوہ گر ہوا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت ﷺ کا ذکر اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ پسند تھا اور سب سے زیادہ قوت اور دل کی گہرائی کے ساتھ آنحضرت ﷺ اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا کرتے تھے کیونکہ خدا تعالیٰ جب یہ وعدہ فرماتا ہے کہ اگر تم ایک بالشت میری طرف آؤ تو میں ایک ہاتھ تمہاری طرف آؤں گا۔تم چل کے آؤ تو میں دوڑ کر آؤں گا۔ جیسے خدا کو ہم نے آنحضرت ﷺ کی طرف آتے ہوئے دیکھا ہے ویسا دنیا میں کبھی کوئی اور نظارہ دکھائی نہیں دیا۔ یہی وہ مضمون ہے جو ہمیں عرش الٰہی کے معنی بھی سمجھاتا ہے اور اسی تعلق میں میں نے اس آیت کریمہ کی تلاوت کی تھی جس میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَتَرَى الْمَلٰٓئِكَةَ حَآفِّيْنَ مِنْ حَوْلِ الْعَرْشِ يُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ ۚ وَقُضِيَ بَيْنَهُمْ بِالْحَقِّ وَقِيْلَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ یعنی تو ملائکہ کو دیکھے گا جو عرش کے گرد جمگھٹے بنائے ہوئے یعنی ایک دوسرے پر گرتے ہوئے اکٹھے ہوتے چلے جاتے ہیں (یعنی جھرمٹ پہ جھرمٹ بنے ہوئے) اور اللہ کی تسبیح کرتے ہیں اور اس کی حمد کے گیت گاتے ہیں اور وہ وقت ہوتا ہے جب بڑے بڑے فیصلے کئے جاتے ہیں اور وہ تمام فیصلے حق کے ساتھ کئے جاتے ہیں اور یہ اعلان کیا جاتا ہے کہ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ یعنی تمام حمد اللہ ہی کے لئے ہے جو تمام جہانوں کا رب ہے۔

اس سے پہلے میں نے ایک حدیث پڑھی تھی اس میں ذکر تھا کہ آنحضرت ﷺ نے یہ خبر دی ہے کہ جب کسی مجلس میں میرا ذکر کیا جاتا ہے تو فرشتے تہہ در تہہ، غول در غول اس مجلس پر اترتے ہیں۔ یہاں تک کہ زمین سے آسمان تک اس ذکر کو ڈھانک لیتے ہیں اور وہ فرشتے اس ذکر اور اس حمد میں شریک ہو جاتے ہیں اور پھر وہ ذکر لے کر خدا کے حضور بلند ہوتے ہیں اور پھر اللہ تعالیٰ فیصلے فرماتا ہے کہ کن کو بخشا جائے گا اور کن سے درگزر کی جائے گی اور کن سے غیر معمولی احسان کا سلوک کیا جائے گا۔ (مسلم کتاب الذکر حدیث نمبر: ۴۸۵۴)

پس اس آیت کریمہ میں جو ذکر ہے وہ وہی ذکر نظر آتا ہے جو اس حدیث میں ہے اور اس سے ہمیں عرش کا مضمون بھی سمجھ آجاتا ہے۔ عرش دراصل اس دل کا نام ہے جس میں خدا کی یاد ہو۔ کیونکہ قرآن کریم سے پتا چلتا ہے کہ جب خدا تعالیٰ نے زمین و آسمان کو پیدا کیا اور اسے مکمل فرمالیا تو اس کے بعد عرش پر قرار پکڑا۔ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ (الاعراف: ۵۵)۔

تو دنیا کو بنا کر دنیا سے ہٹ کر کہیں دور تو نہیں چلا گیا۔ اگر عرش کسی دور کے بعد از تصور کا نام ہے تو پھر خدا نے پھر یہ کیا کیا کہ چھ دن میں دنیا بنائی، اسے مکمل کیا اور انسان میں روح پھونکی اور اسے اس قابل بنا دیا کہ وہ خدا کی یاد کر سکے اور پھر عرش پر واپس چلا گیا اور وہاں جا کر بیٹھ رہا۔ یہ ایک جاہلانہ تصور ہے اسے قرآن شریف کی طرف منسوب نہیں کیا جا سکتا۔ عرش پر قرار پکڑنے سے یہ مراد ہے کہ اللہ تعالیٰ نے وہ دل بنائے جو ذکر الٰہی سے معمور ہونے کی صلاحیت رکھتے تھے۔ وہ دل بنائے جن میں اللہ کا نام لیا جاتا تھا اور جیسا کہ اس حدیث میں وعدہ کیا گیا ہے کہ جہاں تم خدا کا ذکر کرو گے وہاں ضرور خدا توجہ فرمائے گا۔

اللہ تعالیٰ اپنی تمام تر توجہات کے ساتھ ان کے دلوں میں اترنے لگا جو اس کا عرش بن گئے یہی وہ معانی ہیں جن میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے معراج کا ایک عظیم فلسفہ بیان فرمایا ہے۔ فرماتے ہیں کہ لوگ عرش کو کائنات سے پرے ڈھونڈتے ہیں لیکن حقیقت میں محمد ﷺ کا دل ہی تھا جو عرش الٰہی تھا۔ اس پر خدا تعالیٰ کے سب سے زیادہ قریب تر نظارے آپ نے دیکھے ہیں کیونکہ وہ صفات باری تعالیٰ کی آماجگاہ تھا۔ تمام اسماء جو اللہ کی صفات سے تعلق رکھتے ہیں وہ تمام تر آنحضرت ﷺ کے دل میں جلوہ گر تھے اور وہی وہ مقام تھا جہاں خدا تعالیٰ کو اترنا چاہئے تھا۔ پس یہ آیت کریمہ جو بیان فرما رہی ہے کہ فرشتے حول العرش اکٹھے ہو جاتے ہیں۔ اول طور پر اس عرش سے مراد حضرت محمد مصطفی ﷺ کا قلب مطہر ہے اور پھر تمام ذکر کرنے والوں کے دل ہیں جہاں خدا کی یاد کے ساتھ ساتھ خدا کچھ نہ کچھ اترتا رہتا ہے اور فرشتے وہیں جائیں گے جہاں خدا جائے گا یعنی مقام کے لحاظ سے تو حرکت نہیں ہوتی لیکن معنوی لحاظ سے جہاں خدا کو پائیں گے (کیونکہ عرش کے گرد فرشتے گھومتے ہیں جیسا کہ اس آیت میں لکھا گیا ہے) وہیں فرشتے ہوں گے۔ پس وہ حدیث جو یہ بتاتی ہے کہ ذکر الٰہی کرنے والوں پر فرشتے تہہ بہ تہہ، طبق بہ طبق زمین سے آسمان تک اترتے ہیں اور زمین کو آسمان تک مکمل بھر دیتے ہیں تو اس سے مراد یہی ہے کہ عرش الٰہی پر اتر رہے ہیں اور آنحضرت ﷺ مجسم ذکر الٰہی تھے۔

اس وقت وہاں ذکر الٰہی کرنے والے خدا کا عرش بن جاتے ہیں۔ آنحضرت ﷺ چونکہ مجسم ذکر الٰہی تھے اس لئے خدا ہمیشہ وہیں جلوہ گر رہا اور ایسا اترا کہ پھر گویا وہاں سے دوبارہ اٹھنے کا نام نہیں

لیا۔ شاید ہی کوئی انسان ایسا ہو جو ہمیشہ ہمیش کے لئے ہر لحہ لحہ مجسم ذکر بن چکا ہو۔ اگر کوئی بنا ہو تو پھر اسے خدا تعالیٰ کی طرف سے یہ لقب ملنا چاہئے کہ وہ ذکر الٰہی بن گیا لیکن جہاں تک میں نے مذاہب کا مطالعہ کیا ہے مجھے کسی مذہب میں اس مضمون کی کوئی آیت نظر نہیں آئی کہ خدا تعالیٰ نے کسی اور نبی اور پیارے کو مجسم ذکر کہا ہو۔ سو اس پہلو سے اگر چہ تمام انبیاء ذکر الٰہی ہوتے ہیں لیکن آنحضورﷺ سے زیادہ کوئی وجود ذکر الٰہی کہلانے کا مستحق نہ بنا۔

حضرت ابو ہریرہؓ بیان فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ ہم مکہ کے راستے پر چلتے ہوئے ایک پہاڑ کے پاس سے گزرے جسے جمدان کہا جاتا ہے۔ اس وقت حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

عن ابی هريرة قال كان رسول الله ﷺ يسير فی طريق مكة فمر علی جبل يقال له جمدان فقال سيروا هذاجمدان سبق المفردون قالوا وماالمفردون يارسول الله قال الذاكرون الله كثيراً والذاكرات (صحیح مسلم۔ کتاب الذکر والدعاء والتوبۃ والاستغفار حدیث نمبر:۴۸۳۴)

کہ اس جمدان کی سیر کرو۔ مفردون سبقت لے گئے۔ یعنی صرف یہی نہیں فرمایا کہ اس پہاڑ پر پھیل جاؤ اور سیر کرو۔ بلکہ ساتھ یہ بھی فرمایا کہ مفردون سبقت لے گئے۔ صحابہ کرامؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہﷺ یہ مفردون کون ہوتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا اللہ کا ذکر کثرت سے کرنے والے۔ اس ضمن میں میں نے جو تحقیق کی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ عربی میں مُفَرَّد کا لفظ بھی پایا جاتا ہے اور مُفرِد کا بھی۔ مُفرِد کا مطلب ہے کہ خود الگ ہو جانے والا۔ چنانچہ ایسا سوار جو گھڑ سواری کرتے ہوئے اکیلا کہیں نکل جائے اسے مفرِد کہتے ہیں لیکن مفرَّد مجہول مضمون ہے یعنی وہ جسے اکیلا کر دیا گیا ہو۔ تو میں نے غور کیا کہ آنحضرتﷺ کے تو ہر لفظ میں گہری حکمت ہوتی تھی۔ کیا وجہ ہے کہ آپ نے خود بخود الگ ہونے والوں کو مفرِد نہیں فرمایا بلکہ مفرَّد فرمایا ہے اور ساتھ یہ بھی فرمایا کہ مفرد آج بازی لے گئے ہیں۔ مفرَّد کا مطلب ہے کہ جو ایک طرف لے جایا گیا ہو، جو اکیلا کر دیا گیا ہو۔ تو مراد یہ ہے کہ عشق الٰہی میں اللہ کے ذکر سے مجبور ہو کر کچھ لوگ الگ الگ پہاڑوں پر نکل کھڑے ہوتے ہیں اور وہ جو مجبور کر کے ایک طرف لے جائے گئے ہیں اور جنہوں نے باقیوں سے تعلق توڑا ہے کیونکہ وہ شرماتے تھے کہ ان کے سامنے اللہ کی محبت کے آثار ان کے چہروں سے ظاہر ہوں اور ان کی آنکھوں سے برسنے لگیں پس وہ مفرَّد ہوئے ہوئے یعنی علیحدہ کر دئے

گئے اور عشق نے ان کو علیحدہ کر دیا تو عشق کی مجبوری سے الگ ہونے والوں کے متعلق رسول پاک ﷺ نے فرمایا کہ وہ بازی لے گئے اور ساتھ سب کو ہدایت فرمائی ہے کہ تم بھی سیر کرو۔ مراد یہ ہے کہ تم بھی سیریں کر کے کچھ ویسی کیفیات اپنے دل میں پیدا کرو۔ جیسی میرے صحابہؓ کے دل میں پیدا ہوئی ہیں اور خدا نے مجھے خبر دی ہے کیونکہ آنحضور ﷺ اپنی طرف سے کوئی بات بھی نہیں فرمایا کرتے تھے لازماً اللہ تعالیٰ نے آپ کو وحی کے ذریعہ بتایا ہوگا کہ آج تیرے یہ عشاق ہیں جن کو میری محبت مجبور کر کے الگ الگ پہاڑ پر لے گئی ہے۔ باقیوں کو بھی کہا کہ یہ بھی کوشش کریں۔ چنانچہ صحابہ کے پوچھنے پر آپ نے تشریح فرمائی کہ مفرد کون ہوتے ہیں۔

جہاں تک آپ کے ذکر کے اوقات کا تعلق ہے۔ حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ۔

عن عائشہ رضی اللہ عنہا. قالت کان رسول اللہ یذکر اللہ علی کل احیانہ (ترمذی کتاب الدعوۃ حدیث نمبر:۳۳۰۶)

کہ محمد رسول اللہ ﷺ تو اللہ تعالیٰ کو ہر لمحہ یاد کیا کرتے تھے۔ میں کس لمحہ کی بات کروں۔ کوئی لمحہ بھی ایسا نہیں تھا جس میں رسول اللہ ﷺ اللہ کے ذکر سے غافل رہے ہوں۔ بخاری و ترمذی میں مروی ہے کہ ایک دفعہ آنحضرت ﷺ منبر پر خطبہ دے رہے تھے۔ خدا تعالیٰ کے جلال اور کبریائی کا ذکر جاری تھا۔ آپ خود بھی اس سے بے حد متاثر تھے۔ حضرت ابن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ آپؐ ذکر سے وجد میں آکر دائیں بائیں جھوم رہے تھے اور آپؐ کے پاؤں کے نیچے سے منبر اس زور سے ہل رہا تھا اور کانپ رہا تھا کہ مجھے ڈر لگا کہ کہیں منبر خود بھی ٹوٹ کے نہ گر جائے اور آپ کو بھی نہ لے گرے۔ تو ایک عاشق کی اپنے محبوب کو یاد کرنے سے جو کیفیت پیدا ہوتی ہے آنحضرت ﷺ کے دل پر بھی ایک وجد کی صورت طاری ہو جایا کرتی تھی اور بعض دفعہ اس کا اثر جسم پر بھی ظاہر ہوا کرتا تھا اور خدا کے ذکر سے ایسے جھومتے تھے کہ راوی کہتا ہے کہ منبر بھی ساتھ کانپ رہا تھا اور اس شدت سے کانپ رہا تھا کہ مجھے ڈر تھا کہ وہ خود بھی ٹوٹ جائے گا اور آنحضرت ﷺ کو بھی اس سے گر کر کہیں چوٹ نہ آجائے۔ (مسند احمد حدیث نمبر:۵۳۵۱)

حضرت ابو ہریرہ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

عن ابی ھریرۃ عن النبی ﷺ قال ان اللہ تعالیٰ یقول یاابن آدم تفرغ

لعبادتی املأ صدرک غنی و أسد فقرک و الا تفعل ملأت یدیک شغلاً و لم اسد فقرک (ترمذی کتاب صفۃ القیامۃ حدیث نمبر: ۲۳۹۰)۔

اللہ تعالیٰ کہتا ہے کہ اے میرے بندے میری عبادت کے وقت میرے لئے فارغ ہو جایا کر یعنی اپنے دل میں اور خیال نہ آنے دیا کر اور میرے لئے اپنے سارے وجود کو خالص کر لیا کر کہ اس میں کوئی باقی نہ رہے۔ اگر تو ایسا کرے گا تو میں تیری چھاتی کو غناء سے بھر دوں گا۔ کوئی حاجت تیرے دل میں باقی نہ رہے گی۔ یہ جو محاورہ ہے کہ چھاتی کو غناء سے بھر دینا۔ یہ بہت ہی پیارا اور بہت ہی گہرا محاورہ ہے اس میں ڈوب کر اس کے معنی کو سمجھنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ یہ نہیں فرمایا کہ اسے بے شمار دولت عطا کروں گا۔ یہ نہیں فرمایا کہ اس کے دل کو مستغنی کر دوں گا بلکہ فرمایا کہ اس کی چھاتی غناء سے بھر دوں گا۔ غناء سے چھاتی بھرنا اس وقت ہوا کرتا ہے جب انسان سر سے پاؤں تک راضی ہو جائے گا اور کسی چیز کی حاجت نہ رہے اور وہ جو چاہتا ہے وہ اسے مل جائے دوسرا اغنا کا یہ مطلب ہے کہ وہ دنیا سے مستغنی ہو جائے۔ خدا کا اتنا پیارا اسے عطا ہو اور خدا کے ذکر سے اتنا مزہ آئے کہ غیر اللہ کی حاجت ہی نہ رہے۔ پرواہ ہی نہ رہے کہ کسی اور کے پاس ہے بھی کہ نہیں۔ اس کو وہ کچھ مل جائے جس کی اسے چاہت ہے یعنی خدا اسے مل جائے اور پھر دنیا سے بے نیاز ہو جائے۔ یہاں اللہ تعالیٰ نے دل نہیں فرمایا بلکہ صدر فرمایا ہے کہ اس کی چھاتی بھر دوں گا۔ اس حدیث کا اطلاق مختلف لوگوں کے اوپر مختلف رنگ میں ہوگا بعض لوگ ضرورت مند ہوتے ہیں اور بعض دفعہ ضرورت اتنی شدید ہو جاتی ہے کہ توجہ اللہ کے پیار کے ذکر سے ہٹ کر اپنی مشکل، مصیبت اور ضرورت کی طرف اتنی زیادہ منتقل ہو جاتی ہے کہ خدا کا ذکر اپنی ضرورت کو پورا کرنے کا محض ایک ذریعہ رہ جاتا ہے۔ بار بار ان کا فقر اور مصیبت ذہن پر قبضہ کر لیتے ہیں اور اللہ کی یاد سے ہٹا کر اس طرف لے جاتے ہیں۔ ایسی صورت میں بھی دعا مانگی جاتی ہے اور اللہ تعالیٰ اس دعا کو قبول فرماتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ نصیحت فرما رہا ہے کہ اگر تم چاہتے ہو کہ ان ضرورتوں سے ہی مستغنی ہو جاؤ۔ کوئی خیال، کوئی مصیبت ایسی باقی نہ رہے جو خدا کے ذکر سے غافل کرنے والی ہو تو عبادات ایسے کیا کرو کہ اپنی چھاتی میرے سوا ہر دوسری چیز سے خالی کر لیا کرو۔ جب تم اس طرح عبادت کرو گے تو میں تمہیں ہر مصیبت سے خالی کروں گا۔ ہر لالچ سے تمہارے دل کو پاک کروں گا یا دوسرے لفظوں میں تمہیں اتنا کچھ دوں گا جس کی تمنا تمہیں ہے یا اتنا

دوں گا کہ تمہاری تمنا کہے گی کہ میں سیراب ہوگئی ہوں۔ زیادہ سے زیادہ جو تمنا پھیل سکتی ہے وہ چھاتی کو ہی بھرا کرتی ہے تو فرمایا کہ تمہاری چھاتی ہی غناء اور استغناء سے بھر دوں گا۔ ساتھ ہی یہ بھی فرمایا کہ یہ مطلب نہیں ہے کہ تجھے مستغنی کر دوں گا اس لئے کہ تو غریب ہونے کے باوجود خدا کی محبت سے راضی ہوگا۔ یہ وضاحت بھی ساتھ ہی فرما دی ہے کیونکہ بعض دفعہ یہ بھی تو ہو جاتا ہے کہ ایک انسان ذکر الٰہی میں ایسا ڈوب جاتا ہے کہ دنیا کی کوئی پروا اس کو نہیں رہتی لیکن یہاں صرف یہی مضمون نہیں ہے۔ یہاں فرمایا ہے کہ میں غربت کو تجھ تک پہنچنے سے روک دوں گا اور غربت تجھے ہاتھ نہیں لگا سکے گی۔ تو وہ خدا کی خاطر اپنی دنیا کے جھمیلوں سے پاک ہو جاتے ہیں اور ان سے کٹ کر خدا کا ذکر کرتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کی ساری ضرورتیں خود پوری فرما دیتا ہے اور ان کا امن بن جاتا ہے پس ہر پہلو سے یہ حدیث انسان کے لئے ایک عظیم الشان پیغام ہے کہ ذکر الٰہی کے نتیجہ میں تمہاری اعلیٰ تمنائیں بھی پوری ہوں گی یعنی خدا اپنے وجود سے تمہارے سینوں کو بھر دے گا اور تمہاری ادنیٰ تمنائیں بھی پوری ہوں گی اور غربت تمہارے قریب بھی نہیں پھٹکے گی۔ غربت کو اذن نہیں ہوگا کہ تمہارے گھر کے دروازے کھٹکھٹا سکے تمہیں آخرت بھی عطا ہوگی اور دنیا بھی عطا کی جائے گی اور فرمایا کہ اگر تم نے ایسا نہ کیا تو میں تمہارے ہاتھ کاموں سے فارغ ہی نہیں کروں گا۔ دن رات مصیبت میں مبتلا رہو گے۔ کام کرو گے، محنتیں کرو گے۔ دنیا کی کمائیوں کے پیچھے پڑو گے لیکن ہاتھ کچھ نہیں آئے گا کیونکہ غربت تو میرے حکم سے دور ہوا کرتی ہے۔ میں تم سے غربت کو دور نہیں کروں گا اور اس کا ضامن نہیں بنوں گا۔ پھر دن رات کماؤ، محنت کرو۔ تمہاری حرص بھی بڑھتی چلی جائے گی جو کچھ لینا چاہتے ہو وہ ہمیشہ تمہاری پہنچ سے آگے آگے دوڑے گا۔ پس وہ لوگ جو سمجھتے ہیں کہ ہم تو کاموں کے نتیجہ میں امیر ہو گئے۔ ہم تو غربت سے باہر آ گئے پھر اس حدیث کا کیا مطلب؟۔ ان کو انسانی نفسیات کا علم نہیں جن کو اللہ تعالیٰ غنا عطا نہ کرے ان کو اگر کروڑوں بھی مل جائے تو ان کی تمنا اربوں تک جا پہنچتی ہے اور اربوں بھی مل جائے تو تمنا کھربوں تک جا پہنچتی ہے۔ ایک وادی عطا ہو تو دوسری وادی کی حرص میں مرتے اور جیتے ہیں۔ دو وادیاں مل جائیں تو چاہیں گے کہ سارا علاقہ نصیب ہو جائے یا ساری دنیا مل جائے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ مضمون بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ اگر ان کو پوری دنیا بھی مل جائے تو وہ کہیں گے کہ ایک اور دنیا ملے لیکن ان کا پیٹ جہنم کی آگ کے سوا اور کوئی چیز نہیں بھر سکتی۔ سو اس لئے

یہ خیال نہ کریں کہ جیسا کہ بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ ہم محنت کر رہے ہیں۔ پیسہ بھی تو مل رہا ہے۔ ہر پیسہ طمانیت نہیں بخشتا۔ ہر پیسہ سے سکون نہیں ملا کرتا۔ وہ پیسہ جو ذکر کرنے والوں کو ملتا ہے اس میں طمانیت قلب شامل ہوتی ہے۔ وہ اللہ کی طرف سے ایک عطا اور ایک فضل کے طور پر عطا ہوتا ہے اور خدا کے فرشتے غربت کو دور کرنے کا حکم دیتے ہیں اور اس طرح انسان روحانی غربت سے بھی بچتا ہے اور جسمانی غربت سے بھی بچ کر زندگی بسر کرتا ہے۔ بڑے بڑے امیروں کے متعلق ہم نے سنا ہے اور بعض کو دیکھا بھی ہے کہ بہت دولتوں کے باوجود دلوں میں آگ بھڑکی رہی اور کبھی طمانیت نصیب نہیں ہوئی ہمیشہ مشغول رہے ہیں اور ان کا شغل بڑھتا گیا ہے کیونکہ جو کچھ وہ مزید کمانا چاہتے ہیں وہ ان کو نصیب نہیں ہوا۔ ساری زندگیاں اس آگ میں جھونک دیتے ہیں مگر اس کے باوجود طبیعت سیر نہیں ہوتی تو جسے اللہ فقر کا غلام بنا دے اسے کوئی اور طاقت اس غلامی سے نجات نہیں بخش سکتی۔

حضرت ابن عباسؓ کی روایت ہے کہ:

عن ابن عباس رضی الله عنه قال ؛ قیل یا رسول الله ای جلسائنا خیراً؟ قال من ذکرکم الله رویته وزاد فی علمکم منظقه، وذکرکم بالاخرة عمله.

(الترغیب و الترهیب. الترغیب فی مجالسة العلماء ص ۲۶ بحواله ابو یعلی)

آنحضرت ﷺ سے ایک دفعہ پوچھا گیا کہ کونسا شخص ایسا ہے جس کے پاس بیٹھنا ہمارے لئے زیادہ بہتر اور مفید ہے۔ آپؐ نے فرمایا ایسے شخص کے پاس جس کے دیکھنے کی وجہ سے تمہیں خدا یاد آجائے۔ جس کی باتوں سے تمہارے علم میں اضافہ ہو اور جس کے عمل کو دیکھ کر تمہیں آخرت کا خیال آئے۔ اب جہاں تک ایسے شخص کا تعلق ہے ایسے شخص کو ڈھونڈنا اور ہر ملک اور ہر قوم میں اس کی تلاش کرنا بظاہر ایک ناممکن کام ہے۔ اس لئے جسمانی رویت اگر نصیب نہ ہو تو اس کا حل یہ ہے کہ روحانی رویت کی کوشش کی جائے۔ آنحضرت ﷺ کی صحبت میں جہاں تک ممکن ہو وقت گزاریں۔ یہ ممکن ہے کہ آخرین میں ہو کر بھی آپ کو اولین کی صحبت نصیب ہو جائے۔

قرآن میں یہ وعدہ فرمایا گیا ہے کہ ایسے آخرین بھی ہیں جو ابھی تک آنحضرت ﷺ کے ساتھیوں سے نہیں ملے لیکن ایسا وقت میں لاؤں گا کہ ان کو اولین کے ساتھ ملا دوں گا۔ پس ایسے ملنے والوں میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام بھی شامل تھے جو دن رات آنحضور ﷺ کی صحبت میں بسر کر

رہے تھے اور اس صحبت کے ساتھ خدا تعالیٰ کی صحبت بھی آپ کو نصیب رہتی تھی۔ پس ایسا شخص اپنے ماحول میں، اپنے ملک میں، اپنی قوم میں نصیب نہ ہو تو سب سے اچھا علاج یہی ہے کہ آنحضرت ﷺ کے ذکر میں زیادہ وقت گزاریں۔ آپؐ کی ذات کے بارے میں زیادہ معلومات حاصل کریں اور گفتگو بھی کیا کریں۔ اس طرح وہ تینوں شرائط بھی پوری ہو جائیں گی جو آنحضرت ﷺ نے اچھی صحبت کی شرائط بیان فرمائی ہیں کہ ایسا شخص جس کو دیکھ کر اللہ کی یاد تازہ ہو۔ محمد رسول اللہ ﷺ سے بڑھ کر تو کوئی ایسا شخص نہیں ہو سکتا جسے دیکھ کر اللہ کی یاد تازہ ہو اور اس کی گفتگو تمہارا علم بڑھائے۔ احادیث کا مطالعہ کریں علوم کا خزانہ ہیں۔ غور سے ٹھہر ٹھہر کر ان کا کھوج لگائیں تو ہر خزانے کی تہہ میں مزید خزانے نظر آئیں گے۔ پھر فرمایا **و ذکر کم بالاخرۃ عملہ** اور اس کا عمل تمہیں ہمیشہ آخرت کی یاد دلائے۔ پس اس کے جواب میں، میں نے یہی مضمون پایا کہ آنحضرت ﷺ صحابہ کو یہی فرما رہے تھے کہ میرے پاس رہا کرو۔ جتنا ممکن ہو میرے ساتھ وقت گزارو۔ مجھے دیکھنے سے تمہیں خدا یاد آئے گا۔ میری باتوں سے خدا کی طرف توجہ منتقل ہوگی اور میرا یہ عمل دیکھ کر تمہیں آخرت کا خیال زیادہ شدت سے آئے گا۔ پس میرے ذریعہ سے تم یہ تینوں فیض پا سکتے ہو۔

اصحاب صفہ وہ اصحاب تھے جنہوں نے اس مضمون کو خوب سمجھا۔ دنیا تج کر دی اور ہمیشہ کے لئے مسجد کے تھڑوں پہ آ کر بیٹھ رہے۔ نہ رزق کمایا اور نہ رزق کا خیال ان کے دل میں آیا۔ یہ وہی لوگ تھے جن کے سینے خدا کی طرف سے غناء سے بھر دیئے گئے اور ان کی ضرورتیں اللہ تعالیٰ پوری فرمانے لگا۔ غربت کے دور بھی انہوں نے دیکھے اور سختیاں بھی اٹھائیں لیکن باوجود اس کے وہ مسجد سے چمٹے رہے جہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وقتاً فوقتاً ظاہر ہوا کرتے تھے اور بعد از اں اللہ تعالیٰ نے ان کو دنیا کی بھی اتنی دولتیں دیں کہ جن کا شمار ممکن نہیں ہے۔ پس خدا کے دونوں وعدے ان کے حق میں پورے ہوئے۔ اصحاب صفہ میں سے ایک حضرت ربیعہؓ بھی تھے جو آنحضرت ﷺ کے خادم تھے۔ وہ بیان کرتے ہیں

''حدثنا ربیعۃ بن کعب الا سلمی قال کنت ابیت مع رسول اللہ ﷺ فاتیتہ بوضوئہ حاجتہ فقال لی سل فقلت أسالک مرافقتک فی الجنتہ قال اوغیر ذلک قلت ھو ذاک قال فاعنی علی نفسک بکثرۃ السجود (مسلم کتاب الصلوٰۃ حدیث نمبر: ۷۵۴) کہ میں آنحضرت ﷺ کی خدمت کے لئے رات کو

ان کے گھر سویا کرتا تھا۔ رات کو اٹھ کر آپؐ کے وضو کا پانی لاتا اور دوسرے کام کاج کرتا۔ ایک دن آپؐ نے فرمایا کہ مجھ سے کچھ مانگنا ہے تو مانگ لو۔ یہ ایک خاص موج آیا کرتی ہے۔ وہ لوگ جو بڑے بڑے مراتب پہ فائز ہوتے ہیں بعض دنیاوی بادشاہ ہوں یا امیر کبیر لوگ ہوں بعض دفعہ موج میں آ کر اپنے خدام سے کہتے ہیں کہ آج وقت ہے مانگ لو جو مانگنا ہے۔ محمد رسول اللہ ﷺ سے بڑھ کر کوئی انسان دنیا میں پیدا نہیں ہوا نہ ہوسکتا ہے۔ عجیب موج تھی جو آپ کے دل میں اٹھی اور عجیب شان تھی اس غلام کی مسجد کے تھڑوں پر بسنے والے ایک خالی ہاتھ انسان کی۔ اس کو مخاطب کر کے آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ اے میرے محبت کرنے والے بتا کیا مانگتا ہے، آج مجھ سے مانگ لے۔ اس نے عرض کی کہ میں صرف یہ مانگتا ہوں کہ جنت میں بھی مجھے آپ کا ساتھ میسر ہو۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ اس کے علاوہ بھی کچھ چاہئے۔ اس نے کہا کہ بس یہی کافی ہے، اس کے علاوہ مجھے کچھ نہیں چاہئے۔ اس پر آنحضرت ﷺ نے فرمایا میں دعا کروں گا لیکن کثرت سجود وصلوٰۃ سے تم بھی اس بارے میں میری مدد کرو۔ عجیب شان کے نبی تھے جس کی کوئی مثال دنیا میں نہیں ملتی۔ پہلے فرمایا کہ مانگ کیا مانگتا ہے۔ پھر جب اس نے مانگا کہ میں آپ کے ساتھ ہوں تو پھر یہ نہیں فرمایا کہ ہاں تجھے مل گیا۔ بلکہ یہ فرمایا کہ تم بھی کثرت سجود وصلوٰۃ کے ذریعہ میری مدد کرو۔ آپؐ کا پیغام شاید آپ نہیں سمجھے۔ مراد یہ ہے کہ تم نے بہت زیادہ مانگ لیا ہے۔ جنت میں محمد رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ہونا بہت ہی بڑی چیز ہے اور میں نے کہا تھا کہ میں تمہیں دوں گا لیکن مجھ میں جتنی طاقت ہے دینے کی، وہی دے سکتا ہوں۔ اللہ نے ہی دینا ہے تو تم میری مدد کرو۔ میں تمہارے لئے دعا کروں گا تم بھی اپنے لئے دعا کرو کہ اے خدا مجھے محمد رسول اللہ ﷺ کا ساتھ اٹھا۔ اس میں آنحضور ﷺ کے ساتھ ہونے کی تمنا بہت بڑی تمنا ہے۔ محمد رسول اللہ کی دعائیں ساتھ ہوں تب بھی اپنی کوشش کی ضرورت رہتی ہے۔ حضرت معاذؓ کی روایت ہے۔

عن معاذبن جبل قال أخذ بیدی رسول اللہ ﷺ فقال انی لاحبک یا معاذ فقلت وأنا احبک یا رسول اللہ فقال رسول اللہ ﷺ فلاندع أن تقول فی کل صلاۃ رب أعنی علی ذکرک و شکرک وحسن عبادتک (سنن نسائی، کتاب السھو، حدیث نمبر: ۱۲۸۶)۔

کہ آنحضرت ﷺ نے میرا ہاتھ پکڑا اور فرمایا اے معاذؓ! میں تم سے محبت کرتا ہوں۔ میں

نے عرض کی کہ یا رسول اللہ ﷺ میں بھی آپؐ سے محبت کرتا ہوں۔ آپؐ نے فرمایا کہ ہر نماز میں یہ دعائیہ کلمات کہنا کبھی نہ چھوڑنا۔

کہ اے میرے اللہ میں تیری مدد چاہتا ہوں کہ تو مجھے اپنا ذکر عطا فرما۔ کامیابی اور عمدگی سے ذکر کرنے میں میری مدد فرما دے اور اپنے شکر کی توفیق بخش اور بہترین رنگ میں اپنی عبادت کی توفیق بخش۔ یہ محبت کا بہترین تحفہ ہے جو آنحضرت ﷺ نے حضرت معاذؓ کو عطا فرمایا۔ ایک عاشق اور معشوق کے درمیان کھل کر پیار کا اظہار ہوتا ہے۔ وہی وقت ہوتا ہے جب انسان اپنی طرف سے نذرانے پیش کرتا ہے۔ اپنی محبت کے اظہار کے ثبوت کے طور پر کچھ ہدیہ دیتا ہے کہ یہ قبول فرمائیں۔ محمد ﷺ نے خود ہاتھ پکڑ کر معاذؓ کو فرمایا کہ میں تجھ سے محبت کرتا ہوں اور یہ دعا تحفہ دی کہ اس سے بڑا تحفہ اور کوئی نہیں دیا جا سکتا کہ کسی کو یہ دعا سکھائی جائے کہ اے خدا مجھے اپنے ذکر کی توفیق عطا فرما۔ میری مدد کر کہ تیرا ذکر کروں اور ذکر بھی ایسا ہو کہ شکر واجب ہو جائے اور شکر کا حق ادا نہ ہو رہا ہو۔ اگر ذکر کا حق انسان اپنی توفیق کے مطابق ادا کرے تو اس کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ اتنا پیار کا جلوہ دکھاتا ہے کہ فوراً انسان شکر کے مضمون میں داخل ہو جاتا ہے۔ آگے اس مضمون کی حدیثیں آئیں گی جن سے پتا چلتا ہے کہ انسان بہت تھوڑا کرتا ہے اور اللہ اس سے بہت زیادہ کرتا ہے پس اگر ذکر کی سچی توفیق ملے تو اللہ یہ وعدہ ضرور پورا فرماتا ہے کہ تم میرا ذکر کرو گے تو میں تمہارا ذکر کروں گا اور بہتر ذکر کروں گا اور جب خدا ذکر کرے گا تو ذکر سے ہٹ کر مضمون شکر میں داخل ہو جاتا ہے کہ میں شکر کا حق کیسے ادا کروں گا۔ تو فرمایا کہ یہ بھی دعا کیا کرو

کہ ایسی عبادت کی توفیق بخش کہ جو بہت ہی خوبصورت ہو۔ ایسی حسین کہ تیرے پیار کی نظریں اس پر پڑنے لگیں۔ پھر آنحضرت ﷺ کے متعلق حضرت انسؓ بن مالک کی روایت ہے کہ آپؐ نے فرمایا۔

عن انس بن مالک عن رسول اللہ ﷺ قال ما من قوم اجتمعوا یذکرون اللہ لا یریدون بذلک الا وجھہ الا ناداھم مناد من السماء أن قوموا مغفورًا لکم قد بدلت سیئاتکم حسناتٍ (مسند احمد حدیث نمبر: ۱۲۰۰۰)

آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ کبھی ایسا نہیں ہوا کہ کچھ لوگ یا کوئی قوم خدا کے ذکر کے لئے

اکٹھی ہوئی ہو (جیسے آج آپ اور ساری دنیا میں جماعت احمدیہ کے احباب مرد اور عورتیں اور بچے خالصۃً ذکر الٰہی کے لئے اکٹھے ہوئے ہیں) وہ اللہ عزوجل کا ذکر کرنے والے ہوں اور کوئی مرادیں مانگنے کے لئے نہ آئے ہوں۔ صرف اللہ کی رضا کے لئے اور اللہ کے حسن کا چہرہ دیکھنے کے لئے اس کے پیار کی توجہ کھینچنے کے لئے اکٹھے ہوئے ہوں مگر ضرور ہمیشہ آسمان سے ایک منادی کرنے والا یہ منادی کرتا ہے کہ اے لوگو اٹھو تم بخش دئے گئے ہو۔ تمہاری تمام برائیوں کو حسنات اور خوبیوں میں بدل دیا گیا ہے۔ پس کیسے پیارے پیارے ذکر کے انداز آنحضرت ﷺ نے ہمیں سمجھائے اور کیسے پیارے پیارے نتائج سے ہمیں آگاہ فرمایا۔ ہر لمحہ، ہر موقع پر، ہر حالت میں آنحضرت ﷺ ذکر میں مشغول رہتے تھے، محو رہتے تھے، ڈوبے ہوئے رہتے تھے۔

حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ ایک رات میں نے رسول پاکؐ کو اپنے پاس نہ پا کر آپؐ کو تلاش کرنا شروع کیا کہ مجھے چھوڑ کر کہاں گئے ہیں۔ ایک جگہ آپؐ کو سجدہ کی حالت میں پایا۔ آپؐ کے پاؤں کی انگلیاں قبلہ رخ تھیں۔ (یعنی اس میں نماز کا طریق بھی سکھایا جا رہا ہے کہ جب سجدہ کریں تو پاؤں کی انگلیوں کو پیچھے کی طرف نہ سمیٹا کریں سامنے کی طرف رکھا کریں وہ بھی قبلہ رخ رہیں) تو کہتی ہیں کہ میں نے اس حالت میں آنحضرت ﷺ کو یہ دعا کرتے سنا کہ اے خدا میں تیری ناراضگی سے تیری رضا کی پناہ میں آتا ہوں۔ مجھے اپنی ناراضگی سے اپنی پناہ میں لے لے۔ یہ اس دعا سے اگلی دعا کا مقام ہے جس میں انسان شیطان سے پناہ مانگتا ہے۔ یہاں اللہ ہی کی ذات ہے کوئی اور ذات باقی نہیں رہی۔ کوئی دنیا کا جھگڑا نہیں ہے۔ صرف اللہ سے اس کی ناراضگی اور خفگی کی پناہ مانگی جا رہی ہے جو انسان کی کسی کوتاہی کے نتیجہ میں ہو سکتی ہے ضروری نہیں ہے کہ گناہ کی لغزش ہو۔ اے خدا میں تجھ سے تیری رضا کی پناہ چاہتا ہوں اس بات سے کہ تو مجھ سے ناراض ہو۔ تیری سزا سے تیری عافیت کی پناہ چاہتا ہوں اس بات سے کہ تو مجھ سے ناراض ہو۔ تیری سزا سے تیری پناہ کی گود میں آجاتا ہوں گویا کہ ایک ہاتھ مارنے والا ہو تو دوسرے کی پناہ میں آجاتا ہے اور یہ مضمون اللہ تعالیٰ کی ذات پر نہایت اعلیٰ حسن کے ساتھ اطلاق پاتا ہے کیونکہ قرآن کریم فرماتا ہے کہ اس کی رحمت اس کی ہر دوسری صفت پر حاوی ہے تو اس کا بچانے والا ہاتھ اس کے سزا دینے والے ہاتھ سے زیادہ طاقتور ہے۔ اس کی رضا کا چہرہ اس کی ناراضگی کے چہرے سے زیادہ روشن اور غالب ہے۔ تو یہ بتانے کے لئے کہ آنحضرت ﷺ نے کیسی گہری حکمت کے ساتھ دعا مانگی ہے۔ آنحضور ﷺ کے کلام میں ڈوب

کر دیکھیں تو حکمتوں کے عظیم خزانے ہیں ایک ایک حدیث یہ ثابت کرتی ہے کہ یہ خدا کا سب سے سچا انسان ہے ورنہ ایک بات بنانے والے کا تصور آنحضورﷺ کی حدیث کے قدموں تک بھی نہیں پہنچ سکتا۔ پھر عرض کرتے ہیں کہ اے خدا میں ایک پناہ تجھ سے چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ جیسی ثناء اپنی تو جانتا اور کرتا ہے یہ نہ ہو کہ میں ویسی نہ کر سکوں اور تیری نظر سے گر جاؤں۔ پس مجھے اپنی ثناء کے وہ گر سکھا کہ جن کے نتیجہ میں تجھے یوں معلوم ہو کہ گویا تو اپنی صفت کر رہا ہے ایسے اعلیٰ راز ہمیں اپنی حمد کے سکھا کہ جس کے نتیجہ میں تیرا دل اس حمد سے اس طرح راضی ہو کہ تو جانتا ہو کہ اس طرح حمد کی جاتی ہے۔ (ابن ماجہ کتاب اقامۃ الصلوٰۃ حدیث نمبر: ۱۱۶۹۱)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ

آدمی ذات تو کیا چیز فرشتے بھی تمام

مدح میں تیری وہ گاتے ہیں جو گایا ہم نے (درثمین صفحہ:۱۴)

کہ جو حمد خدا کی گاتے ہیں وہ عام انسانوں کے تصور سے بالاتر ہے۔ وہ تو ایسی حمد ہے کہ انسان ہی اس کے پیچھے نہیں لگتا بلکہ فرشتے بھی اس سے سیکھتے ہیں۔ پس وہ یہی حمد ہے جس کا ذکر انسان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس دعا میں خود فرمایا اور اس کی طاقت خدا سے مانگی اور ہمیں بھی یہ سکھایا کہ ہم بھی مانگیں کہ ایسی حمد سکھا کہ جو تو اپنی کر سکتا ہے اور اس سے بہتر اور کوئی حمد نہیں اور اگر ہم ایسا کریں تو فرشتے بھی ویسا ہی کریں گے اور یہی وہ مضمون ہے جس میں آدم فرشتوں سے بازی لے گیا کیونکہ آدم کو بھی خدا تعالیٰ نے ہی سکھایا تھا کہ وہ اسماء کیا ہیں؟ اور جب خدا نے سکھائے تو اس وقت تک فرشتے ان سے بے خبر رہے اور آدم نے سکھائے تو فرشتوں نے سیکھے۔ آدم کو اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کا بھی استاد بنا دیا مگر خود سمجھا کر، خود عطا کر کے۔ تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام جو یہ فرماتے ہیں تو اس میں کچھ مبالغہ نہیں ہے۔ وہ خدا کے بندے جو خدا سے حمد سیکھتے ہیں پھر ساری مخلوق ان کی محتاج بن جاتی ہے۔ یہاں تک کہ فرشتے بھی مقبول حمد کے گر ان سے سیکھا کرتے ہیں۔

(حضور اقدس نے وقفہ فرمایا کہ وقت آج خطبہ کے لئے ڈیڑھ گھنٹہ کا تھا لیکن مجھے بتایا گیا ہے کہ اتنا وقت نہیں دیا گیا دس منٹ اور ہیں اور اس دس منٹ کے تعلق میں یہ اطلاع بھی میں آپ کی خدمت میں پیش کر دوں کہ قادیان کے اس جلسہ میں دس ہزار سامعین شامل ہیں جو اس وقت وہاں ہو رہا ہے اور دس ہزار قدوسیوں کی بھی تو پیش گوئی تھی۔ اس لئے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ دس ہزار قدوسیوں کی برکت ان کو عطا فرمائے اور ان کے جلو میں ان

کے قدموں میں ان کے پیچھے پیچھے چلنے والے بنیں مجھے یہ بھی بتایا گیا ہے کہ قادیان والے ہمیں بہت آسانی سے عمدگی کے ساتھ بغیر کسی مداخل Intruption کے صاف دیکھ رہے ہیں اور چونکہ میں بھی وہاں سے ہو آیا ہوں۔ میں جانتا ہوں کہ کس قسم کے لوگ کون کون کہاں کہاں سے آئے ہوتے ہیں۔ میں بھی تصور کی آنکھ سے، ان کو دیکھتا ہوں اور ان سب کو اپنی طرف سے بھی اور آپ کی طرف سے بھی محبت بھرا اسلام پہنچاتا ہوں۔

حضرت عائشہؓ بیان فرماتی ہیں کہ ایک اور رات کا ذکر ہے (پہلے بھی بے چاری اٹھ کر ڈھونڈنے کے لئے گئی تھیں) عورتوں کو تو وہم ہی ہوتے ہیں کہ ہمارا خاوند ہم سے ہٹ کر کسی اور کے پاس تو نہیں چلا گیا۔ آنحضرت ﷺ کی اور بھی ازواج تھیں۔ حضرت عائشہؓ سے بہت محبت فرماتے تھے مگر عورت کا دل عورت ہی کا دل ہے تو راتوں کو اٹھ کر دیکھا کرتی تھیں کہ ہیں بھی یہاں کہ نہیں۔ ایک دفعہ پہلے کہا کہ میں نے دیکھا تو آپؐ نہیں تھے۔ میں گھبرا کے نکلی تو دیکھا کہ آپؐ سجدہ ریز تھے۔ اب کہتی ہیں کہ ایک دفعہ میں پھر اٹھی اور آپؐ نہیں تھے اور مجھے یہ خیال آیا کہ آپؐ کسی اور بیوی کے پاس چلے گئے ہوں گے۔ اسی تلاش میں باہر نکلی تو دیکھا کہ محمد رسول اللہ ﷺ سجدہ ریز تھے۔ رکوع کر رہے تھے اور پھر سجدہ کے عالم میں چلے گئے اور یہ دعا کر رہے تھے کہ اے میرے اللہ تو اپنی تعریف کے ساتھ پاک ہے اور تیرے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور تیرا اور کوئی شریک نہیں۔ سبحان اللہ وبحمدہ والا مضمون عرض کر رہے تھے۔ حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ میں نے عرض کیا کہ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں میں تو آپ کے بارے میں کچھ اور سوچ رہی تھی آپؐ تو کسی اور عالم میں نکلے۔ مجھے کیا پتا تھا کہ یہ اللہ کے عشق اور اللہ کی محبت میں مبتلا ہو کر بیویوں کے دامن چھوڑ کر باہر نکل جاتا ہے۔ پس یہ ہے ذکر کا انداز جو محمد رسول اللہ ﷺ کے ذکر کا انداز تھا۔

عن مطرف عن ابیه قال: رأیت رسول الله یصلی و فی صدره ازیر کازیر الرحی من بکائه (ابو داود، کتاب الصلواۃ، باب البکاء فی الصلواۃ حدیث: ۷۶۹)

حضرت مطرفؓ روایت کرتے ہیں کہ میں نے آنحضرت ﷺ کو ایک دفعہ نماز پڑھتے ہوئے دیکھا۔ آپ کی گریہ وزاری کی وجہ سے آپؐ کے سینہ سے ایسی آوازیں نکلتی تھیں کہ جیسے چکی چل رہی ہو۔ ایسے گڑ گڑا، گڑ گڑا کر آپؐ اللہ کا ذکر فرما رہے تھے اور اس کی محبت میں اس کی حمد و ثناء اور حمد کے گیت گا رہے تھے کہ آواز سے ایسے لگتا تھا کہ آپ کے سینہ میں چکی چل رہی ہو۔

حدثنا ابو سعيد الاشج، اخبرنا حفص بن غياث و ابو خالد الاحمر عن حجاج بن ارطاة عن رياح بن عبيدة قال حفص ع ابن اخى سعيد و قال ابو خالد عن مولى لابى سعيد عن ابى سعيدقال: كان النبى اذا اكل اوشرب قال الحمد لله الذى اطعمنا و سقانا و جعلنا مسلمين(ترمذى كتاب الدعوات حديث: ۳۳۷۹)

حضرت ابوسعیدؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول پاک ﷺ جب کھانا کھاتے اور پانی پیتے تو کہتے کہ سب تعریف خدا کے لئے ہے جس نے ہمیں کھانا کھلایا اور پانی پلایا اور ہمیں مسلمان بنایا۔ اب دیکھیں کہاں امرؤالقیس کی وہ منزل جہاں مٹے ہوئے نشانات اسے اپنی محبوبہ کی یاد دلاتے ہیں اور کہاں انسانی زندگی کے ہر لمحہ کی ہر منزل جہاں ہر تجربہ خدا کی طرف لے جاتا ہے لیکن یہ مٹتے ہوئے نشان نہیں بلکہ روشن تر ہوتے ہوئے نشانات ہیں جو خدا کی یاد کو انسانی دل میں زندہ کرتے جاتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا تو یہ عالم تھا کہ کھانا کھاتے تھے تو دعا کرتے تھے، پانی پیتے تھے تو دعا کرتے تھے اور یہ کہا کرتے تھے کہ سبحان اللہ والحمد للہ۔ کہ سب تعریفیں اس ذات کے لئے ہیں جس نے ہمیں کھانا کھلایا اور پلایا اور ہمیں مسلمان بنایا۔ پھر حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ جب غزوہ میں شامل ہوتے تو یہ دعا کرتے کہ اے اللہ تو ہی میرا بازو ہے اور تو ہی میرا مددگار ہے اور تیری ہی مدد سے میں لڑتا ہوں یعنی جنگ کی حالت میں بھی آپ اللہ کو یاد کرتے اور یاد رکھتے تھے۔

حضرت ابی امامہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ کے آگے سے دسترخوان اٹھایا جاتا تو آپؐ یہ ذکر کرتے تھے کہ تمام تعریفیں اللہ ہی کے لئے ہیں، بہت زیادہ تعریفیں، بہت زیادہ پاکیزہ اور برکت والی۔ اے خدا تجھے ترک نہیں کیا جا سکتا اور نہ ہی تجھ سے بے نیاز ہو سکتے ہیں۔ یہ بہت ہی گہری دعا ہے اور موقع و محل کے لحاظ سے نہایت ہی شان سے پوری اتر رہی ہے۔ کھانا اس وقت اٹھایا جاتا ہے جب طبیعتیں سیر ہو جاتی ہیں کچھ عرصہ کے لئے انسان بے نیاز ہی نہیں ہو جاتا بلکہ دوبارہ کھانا پیش کرنے پر غصہ آتا ہے اور کہتا ہے کہ اب دفعہ بھی ہو اب اس چیز کو اٹھا کر لے جاؤ۔ مجھے اب کوئی حاجت نہیں رہی۔ دنیا کی حاجت روائیاں بعض دفعہ اس طرح انسان کو سیر کر جاتی ہیں کہ اپنی محبوب چیز سے پوری طرح لذت اٹھانے کے بعد وہ کچھ دیر کے بعد اس کی کوئی قدر دل میں نہیں رکھتا۔ ایسے وقت میں آنحضرت ﷺ یہ دعا کرتے ہیں، حیرت انگیز حکمت کے مالک تھے، ناقابل بیان عرفان آپ کو عطا فرمایا گیا ہے۔ دعا کرتے ہیں کہ بہت تعریفیں اور برکتیں تیری ذات کے لئے ہوں کہ تجھے

ترک نہیں کیا جا سکتا۔ کھانے کو تو ہم نے ترک کر دیا۔ کچھ بھی پرواہ نہیں رہی۔ سامنے سے اٹھا کر لے جایا جا رہا ہے لیکن تجھے کیسے چھوڑیں؟ ایک لمحہ کے لئے بھی تیرے بغیر قرار نہیں آ سکتا اور تجھ سے بے نیاز نہیں ہو سکتے۔ عدم ترک صرف عدم ضرورت کی وجہ سے نہیں ہوتا۔ محبت بھی ہے اور ضرورت بھی ہے۔ دونوں چیزیں اکٹھی ہیں۔ ایک طرف دل ہے کہ ایک پل بھی نہیں ٹھہرے گا، مجبور کر دے گا کہ ہر وقت تیرا ذکر کریں اور دوسری طرف اگر کسی کا دل نہ بھی چاہے تو پھر بھی خدا کے بغیر انسان رہ ہی نہیں سکتا۔ ناممکن ہے۔ خوراک کے بغیر کچھ عرصہ کے لئے رہ سکتا ہے۔ لیکن اللہ کے فضل کے بغیر ایک لمحہ کے لئے بھی اسے کچھ نصیب نہیں ہو سکتا۔ اس کا اپنا وجود قائم نہیں رہ سکتا۔ امر واقعہ یہ ہے انسان کی زندگی میں خود اس کے اندر جو کارخانہ جاری رہتا ہے اسے باریک نظر سے آپ دیکھیں تو ورطہ ءحیرت میں ڈوب جائیں گے کہ ایک ایک لمحہ خدا کی خاص حفاظت کا نظام جاری ہے ورنہ انسان کے کل پروزوں میں سے چھوٹے سے چھوٹے بھی کروڑ ہا ایسے پرزے ہیں جن میں سے ایک بھی اگر وقت پر اپنا کام کرنا بند کر دے تو انسان کا سارا وجود یک دم مٹ جائے اور ان کی حفاظت کا ایک مستقل انتظام خاموشی کے ساتھ ہمارے اندر جاری ہے تو کھانا اٹھاتے وقت اس سے بہتر دعا اور کوئی نہیں کی جا سکتی تھی اے خدا ہمیں تو ہر وقت تیری ضرورت ہے۔ ایک لمحہ بھی تجھ سے بے نیاز نہیں رہ سکتے۔ محبت کرنے والوں کو بھی تیری ضرورت ہے اور محبت نہ کرنے والے بھی تیرے ہی سہارے جیتے ہیں۔ پس ہم پر ہمیشہ پیار اور محبت کی حاجت روائی کی نظر رکھ۔

اب چونکہ وقت ختم ہو رہا ہے اس لئے اس خطبہ کو ختم کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ ان تمام مجالس کو جو ذکر الٰہی کے لئے قائم کی جا رہی ہیں ان سب کو قبول فرمائے اور اپنے فضل سے برکتیں نازل فرمائے۔ قادیان کے اس اجتماع پر اسی طرح فرشتے نازل ہوں جس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی تھی کہ زمین سے آسمان تک تمام جو ان فرشتوں سے بھر گیا اور اسی طرح وہ درود اور سلام بھیجتے رہیں اور وہ قادیان کے جلسے کی خبریں اور ایسے دوسرے جلسہ کی خبریں لے کر آسمان کی طرف بلند ہوں اور قضاء وقدر یہ فیصلہ کرے کہ اللہ ان سب سے راضی ہو گیا۔ اللہ نے ان سب کو بخش دیا۔ ان کی خطائیں معاف فرما دیں اور اس جنت کی خبر ان کو دی جس جنت کے طلبگار رہیں۔ خدا کرے کہ ایسا ہی ہو۔